کلمہ قلب اور اس کا مفہوم: صحیح بخاری کی منتخب اردو شروحات کی روشنی میں

"Understanding the Concept of Qalb: An Analytical Examination of Selected Urdu Commentaries on Sahih al-Bukhari"

Dr. Shazia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk
Haiqa
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
Government Collage Women University Faisalabad
Email: haiqaikram30@gmail.com

Abstract
The concept of Qalb (heart) occupies a profound position in Islamic scholarship, often regarded as the core of human spirituality, morality, and intellectual orientation. This research examines the meaning and interpretation of Qalb in the light of selected Urdu commentaries on Sahih al-Bukhari. The study aims to highlight how classical and modern scholars have explained the heart not only as a biological organ but as the locus of faith, intention, and inner transformation. Through analytical engagement with renowned Urdu exegeses, the research identifies the various dimensions of Qalb—including its connection with belief, sincerity, and ethical behaviour. Additionally, the paper explores synonymous terms used for the heart within the Hadith corpus, thereby offering insights into its linguistic and spiritual richness. The findings demonstrate that the concept of Qalb provides a holistic framework for understanding the relationship between inner purity and outward actions. By revisiting the interpretations of eminent Urdu scholars, this study reaffirms the enduring relevance of the heart as a guiding principle for Muslim thought, character formation, and spiritual development in contemporary times.
Keywords: Qalb, Sahih al-Bukhari, Hadith Studies, Spirituality, Faith, Morality, Islamic Scholarship

صحیح بخاری اسلامی دنیا میں سب سے معتبر حدیث کی کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس کے مترجمین اور شارحین نے دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں اس کی وضاحت اور تشریح کی ہے، جن میں اردو زبان بھی شامل ہے۔ اردو میں صحیح بخاری کی شروحات نے علماء اور طلباء کے لئے اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات کو سمجھنے میں آسانی پیدا کی ہے- صحیح بخاری کی اردو شروحات کی روشنی میں قلب کی حقیقت پر تفصیلی غور و فکر نہ صرف دین اسلام کی گہرائیوں کو سمجھنے میں مددگار ہے بلکہ یہ ایمان کی حقیقی معنویت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ کلمہ قلب ایمان کا وہ حصہ ہے جو صرف زبانی اقرار تک محدود نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں میں پیوست ہوتا ہے اور عمل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں دل کی صفائی اور خلوص نیت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ صحیح بخاری میں موجود احادیث، جو نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرام کے عمل سے منسلک ہیں، ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ ایمان کا حقیقی مقام دل میں ہے-اردو شروحات، جو عوام الناس کے لئے آسان زبان میں ترجمہ اور تشریح کرتی ہیں، ان احادیث کو واضح کرتی ہیں اور عملی زندگی میں ان کے نفاذ کی راہیں دکھاتی ہیں۔ جن میں " صحیح البخاری از مولانا داوود راز "، اور " نعمتہ الباری / نعم الباری فی شرح بخاری از علامہ غلام رسول سعیدی " شامل ہیں۔ یہ شروحات ہمیں بتاتی ہیں کہ قلب کیسے انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارتا ہے، اس کے رویوں میں مثبت تبدیلیاں لاتا ہے، اور اسے خدا کی رضا کے قریب کرتا ہے۔ اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ نہ صرف علمی لحاظ سے بلکہ روحانی لحاظ سے بھی ایک مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے، جو ہر مسلمان کے لئے ناگزیر ہے۔ اس تحقیق کا مقصد کلمہ قلب کی حقیقت کو صحیح بخاری کی اردو شروحات کی روشنی میں جانچنا اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ "

معنی و مفہوم

قلب ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب "دل" ہے، اور یہ صرف جسمانی عضو کے طور پر دل کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کا روحانی اور معنوی مفہوم بھی بہت گہرا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں "قلب" کو انسان کی اندرونی حالت اور روحانی مرکز کے طور پر سمجھا جاتا ہے، جو ایمان، نیت، اخلاص اور نیکی یا بدی کا مقام ہے۔ قلب کا مفہوم انسانی جذبات، ارادے، اور روحانی کیفیتوں سے جڑا ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں قلب کا ذکر اکثر اس معنی میں آتا ہے کہ یہ انسان کے اعمال اور نیتوں کا مرکز ہے۔ قلب کی صفائی اور پاکیزگی کو دین میں بہت اہمیت دی گئی ہے، کیونکہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قلب کے ذریعے ہوتا ہے

لفظ "قلب" کا ذکر مختلف اسلامی اور لغوی کتابوں میں مختلف انداز میں ملتا ہے۔ ہر کتاب میں اس کے معنی اور مفہوم کو مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے، جو جسمانی، فکری اور روحانی اعتبار سے اس کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہاں چند اہم کتابوں کا حوالہ دیا جا رہا ہے:

کتاب "المفردات فی غریب القرآن" از راغب اصفہانی میں "قلب" کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے مطابق، قلب کا بنیادی معنی "پلٹنا" یا "تبدیل ہونا" ہے، اور یہ لفظ اسی سے مشتق ہے، کیونکہ دل کی حالت اور کیفیات مسلسل بدلتی رہتی ہیں

راغب اصفہانی "قلب" کو تین اہم معانی میں تقسیم کرتے ہیں:

1. جسمانی عضو: وہ دل جو انسان کے جسم میں خون کو گردش دیتا ہے۔

2. انسانی عقل و شعور: دل کو انسان کی فکر، عقل اور شعور کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔

3. روحانی مرکز: قلب انسان کی نیت، ایمان، اور روحانی کیفیت کا مرکز ہے، جس سے انسان کا تعلق خدا سے ہوتا ہے۔

راغب اصفہانی کے مطابق، قرآن میں "قلب" اکثر روحانی اور فکری مفہوم میں استعمال ہوتا ہے، جہاں یہ انسان کی روحانی حالت، نیت، اور اخلاص کا اظہار کرتا ہے

لسان العرب (ابن منظور) میں لفظ "قلب" کے معنی:

القلب: العضو الذي في الصدر الذي يضخ الدم في سائر الجسد، وهو مصدر الحياة

القلب: مركز الفكر والعاطفة في الإنسان

القلب: موضع النية والإرادة[1]

قلب وہ عضو ہے جو سینے میں ہوتا ہے اور جو جسم کے باقی حصوں میں خون پمپ کرتا ہے، اور یہ زندگی کا منبع ہے۔

قلب انسان کے خیالات اور جذبات کا مرکز ہے

قلب انسان کی نیت اور ارادے کا مقام ہے

الفیروزآبادی لکھتے ہیں:

القلب: العضو الذي في الصدر يضخ الدم في الجسد، وهو محل العقل، والإيمان، والعواطف، وموضع التأمل والتفكر[2]

"قلب" کو ایک جامع لفظ کے طور پر پیش کیا ہے جو انسان کے دل، عقل، اور روحانی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ "قلب" وہ عضو ہے جو جسمانی طور پر خون کو پمپ کرتا ہے لیکن اس کا روحانی پہلو زیادہ اہم ہے۔

الزبیدی لکھتے ہیں:

القلب: العضو الذي في الصدر، وهو محل العقل والتدبير والإيمان، وموضع العواطف والنوايا. وسُمِّي بذلك لكثرة تقلُّبه وتحوله بين الخير والشر.(3)

"قلب" کو ایک وسیع مفہوم میں بیان کیا ہے، جو انسان کی داخلی کیفیت، روحانی تجربات اور نیت کی ترجمانی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "قلب" انسان کے جذبات، ارادے اور ایمان کا مرکز ہے۔

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

القلب هو محل النية ومركز الإيمان، وبه يتحدد صلاح الإنسان وفساده، كما ورد في الحديث: 'ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا وهي القلب(4)

"قلب" کو انسان کی نیت اور ایمان کا مرکز قرار دیا ہے۔ انہوں نے حدیث کے مختلف مقامات پر "قلب" کے ذکر کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

امام غزالی لکھتے ہیں

القلب هو موضع نظر الله من العبد، وهو محل الإيمان والتقوى، ومصدر النية والإرادة. وإذا صلح القلب صلح الجسد كله، وإذا فسد القلب فسد الجسد كله. وتزكية القلب هي أساس النجاة والفلاح(5)

"قلب" کو انسان کی روحانی حالت کا مرکز قرار دیا ہے اور دل کی صفائی کو روحانی ترقی کی بنیاد قرار دیا ہے۔ انہوں نے تفصیل سے "قلب" کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جیسے نیت، ارادہ، اور ایمان ہر کتاب نے اپنے مخصوص تناظر میں "قلب" کی وضاحت کی ہے، جو اسلامی عقیدے اور لغوی تفسیر کے لحاظ سے اس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہے۔ :

ضرورت واہمیت

قلب کی حقیقت اور اس کی تشریح کو سمجھنا اسلامی عقائد کو مضبوط بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ صحیح بخاری کی اردو شروحات میں اس موضوع پر جو وضاحتیں پیش کی گئی ہیں، ان کا مطالعہ ہمیں اس موضوع کی گہرائی اور اس کی اہمیت کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ تحقیق اس لئے اہم ہے کہ اس سے عام مسلمان اور علماء دونوں کو کلمہ قلب کی صحیح اور معتبر تشریحات تک رسائی ملتی ہے۔

"قال صلى الله عليه وسلم : ألا وإن في الجسد مضغة: إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا وهي القلب"[6]

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'یقیناً جسم میں ایک لو تھڑا ہے، جب وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، خبر دار وہ دل ہے)

آج کے دور میں، جہاں مادی خواہشات اور دنیاوی مشغولیات نے انسان کو اپنے روحانی مقاصد سے دور کر دیا ہے، "کلمہ قلب" کا ادراک اور عمل ضروری ہو گیا ہے- یہ تصور ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ حقیقی سکون اور اللہ کی رضا صرف ظاہری عبادات سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں میں اللہ کی محبت اور یاد سے حاصل ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں قلب سے متعلق کئی احادیث موجود ہیں جو ایمان کی تصدیق اور دل کی سچائی پر زور دیتی ہیں۔ ان احادیث کی تشریح مختلف اردو شروحات میں کی گئی ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی نے اس موضوع پر علمی و منطقی دلائل پیش کیے ہیں۔ مولانا داوود راز کی شرح میں بھی کلمہ قلب کی اہمیت اور اس کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزید بر آں، "قلب" کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ ہمارے اخلاق اور معاملات کو بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے۔ دل کا ذکر اور اللہ کی یاد ہمیں نیکی کی طرف راغب کرتی ہے اور برائیوں سے بچاتی ہے۔

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ[7]

(ایمان والے تو وہی ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں-)

"قلب" کی حقیقت پر مباحثہ اور اس کی عملی تطبیق ہمیں نہ صرف روحانی فوائد فراہم کرتی ہے بلکہ ہماری روزمرہ کی زندگی میں اخلاقی اور معاشرتی بہتری کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ تحقیقی مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کلمہ قلب کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے صحیح بخاری کی اردو شروحات نہایت مفید ہیں۔ ان شروحات نے دل کی تصدیق اور ایمان کی سچائی کو مختلف زاویوں سے بیان کیا ہے، جو کہ اسلامی عقائد کی مضبوطی کے لئے اہم ہے

قرآن میں تذکرہ قلب

قرآن میں تقریباً 53 مقامات پر کلمہ "قلب" مختلف صورتوں میں آیا ہے ان میں سے چند آیات کا ذکر درج ذیل ہیں " قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ "[8]

"وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْہَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْہِ ؕ وَ اِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ ہَدَی اللّٰہُ ؕ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ"(9)

"قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْہِکَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰہَا ۪ فَوَلِّ وَجْہَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْہَکُمْ شَطْرَہٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہِمْ ؕ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ" (10)

"وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یُشْہِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ وَ ہُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ" (11)

"وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْہُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْہُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُہُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ" (12)

" وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا فَرِہٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ ؕ وَلَا تَکْتُمُوا الشَّہَادَةَ ؕ وَمَنْ یَّکْتُمْہَا فَاِنَّہٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ" (13)

" لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَوْ یَکْبِتَہُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ"(14)

"وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِکُمْ ؕ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا ؕ وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ" (15)

"یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ" (16)

" فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَہُمْ ۚ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ ۪ فَاعْفُ عَنْہُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمْ وَشَاوِرْہُمْ فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ"(17)

قلب کی حقیقت شرح نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری کی روشنی میں

تعارف:

قلب کی حقیقت اسلامی عقائد اور روحانیات کا ایک بنیادی موضوع ہے، جو انسان کے باطنی وجود اور ایمان کے اصل مرکز کو بیان کرتا ہے۔ قرآن و سنت میں "قلب" کا ذکر صرف جسمانی دل کے طور پر نہیں بلکہ انسان کی عقل، شعور، نیت، ارادہ، اور روحانی کیفیت کے مرکز کے طور پر ہوا ہے۔ اس مفہوم کو سمجھنے کے لیے محدثین اور شراحِ حدیث نے مختلف زاویوں سے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ شرح نعمۃ الباری، جو کہ علامہ غلام رسول

سعیدیؒ کی معروف و معتبر شرح ہے، صحیح بخاری کی احادیث کی نہایت گہری اور دقیق توضیح پیش کرتی ہے۔ اس شرح میں "قلب" کے مفہوم کو نہ صرف لغوی و اصطلاحی طور پر واضح کیا گیا ہے بلکہ حدیث کے سیاق و سباق کے مطابق اس کی روحانی و ایمانی حیثیت پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ "قلب" کو ایک ایسا باطنی مقام قرار دیتے ہیں جہاں ایمان راسخ ہوتا ہے، اور جہاں سے نیت، ارادہ اور اعمال کی نیکی یا بدی کا آغاز ہوتا ہے۔ وہ حدیث "إنما الأعمال بالنيات" کے تحت اس پر زور دیتے ہیں کہ نیت کا تعلق دل (قلب) سے ہے، اور دل کی اصلاح کے بغیر اعمال کی حقیقت ناقص رہتی ہے۔

مزید بر آں، نعمۃ الباری میں اُن احادیث کی شرح میں بھی "قلب" کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے جہاں دل کی نرمی، خشیت، اخلاص، اور زنگ آلود ہونے جیسے موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، وہ صوفیانہ اصطلاحات اور فقہی نتائج کو بھی نہایت معتدل انداز میں واضح کرتے ہیں تا کہ قاری کو ایک متوازن فہم حاصل ہو۔ اس تعارف کا مقصد یہی ہے کہ "قلب" کو ایک محض عضوی عضو کے بجائے، ایک معنوی اور روحانی حقیقت کے طور پر سمجھا جائے، جس کی صحت و صفائی انسان کے کامل ایمان اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بنتی ہے، اور اس حقیقت کی تفہیم کے لیے "نعمۃ الباری" جیسی علمی و دینی کاوش ایک قیمتی ماخذ فراہم کرتی ہے۔

حدیث نمبر44:

"حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ ،قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : قَالَ أَبَانُ:حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، مِنْ إِيمَانٍ مَكَانَ مِنْ خَيْرٍ"

(حضرت انسؓ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”جس نے «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» کہا اور اس کے دل میں ایک جَو کے برابر نیکی (ایمان) ہو، وہ دوزخ سے (ضرور) نکلے گا۔ اور جس نے «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» کہا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانے کے برابر بھلائی (ایمان) ہو، وہ دوزخ سے ضرور نکلے گا۔ اور جس نے « لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ » کہا اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی (ایمان) ہو، وہ بھی دوزخ سے (ضرور) نکلے گا۔“ حضرت امام ابو عبد اللہ بخاریؒ فرماتے ہیں: ابان نے بروایت قتادہ بواسطہ حضرت انسؓ نبی ﷺ سے لفظ خیر کی جگہ ایمان کا لفظ نقل کیا ہے۔)

ایمان کا دل میں کم سے کم حصہ بھی ہونا انسان کے لیے فائدے کا سبب بنتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے ایمان نجات کا بھی باعث بنے گا۔ اللہ کے ہاں درجات اعمال ہی سے ہونگے جس قدر اعمال نیک ہونگے اسی لحاظ سے اللہ کے ہاں درجات اور عزت ملے گی۔

علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ نے نہایت بصیرت افروز انداز میں کی ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بیان ہوا ہے کہ جو شخص "لا الہ الا اللہ" کہے اور اس کے دل میں ایمان کی مقدار جوار کے دانے، گندم کے دانے یا سوئی کے نقطے جتنی ہو، وہ دوزخ سے نجات پا جائے گا۔

علامہ غلام رسول سعیدی یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ ایمان کا وزن یہاں مادی معنی میں نہیں بلکہ مجازی طور پر ہے، جیسے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے، ویسے ہی ایمان کی قلبی کیفیت بھی اللہ تعالیٰ کے میزان میں تولی جائے گی۔ وہ ایمان، جو لوگوں کو نظر نہ آئے لیکن دل میں موجود ہو، اللہ کے علم میں ہے اور وہی ایمان نجات کے دروازے کھول سکتا ہے۔ اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے، اور وہ معمولی سے سچے ایمان پر بھی بندے کو عذاب سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔

شرح نعمۃ الباری میں غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان ہو وہ دوزخ سے نکل ائے گا اس پر یہ اعتراض ہیں کہ ایمان کا وزن کس طرح کیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اعمال کے جس صحیفہ میں ایمان لکھا ہو گا اس صحیفہ کا وزن کیا جائے گا جواب یہ ہے کہ اب سائنسی تحقیق سے واضح ہو چکا ہے کہ کیفیات کا بھی وزن ہو جاتا ہے جسم یا کمر میں یا فضا میں جو درجہ حرارت ہو اس کا وزن کیا جاتا ہے اس وقت میرے کمرے میں 28.4 درجہ حرارت ہے کل شام میرے خون میں رینڈم بلوکوز کی مقدار 225 ملی گرام تھی اور صبح کو میرے خون میں کولیسٹرول کی مقدار 199 ملی گرام تھی اور اج صبح میرا بلڈ پریشر 70 / 130 تھا سو جب سائنسی الات سے ان کیفیات کا وزن ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی کے لیے ایمان کا وزن کرنا کیا مشکل ہے اور اس میں کون سا استبعاد ہے

نیز اس حدیث میں ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو وہ دوزخ سے نکل ائے گا اس پر یہ اعتراض ہے کہ اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے حالانکہ نجات کے لیے آپ کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے اس کہ تین جواب ہیں۔

1. لا الہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور یہاں جز کا ذکر ہے اور اس سے مراد کل ہے
2. لا الہ الا اللہ پورے کلمہ طیبہ کا علم ہے جیسے قل ھو اللہ احد سورۃ اخلاص کا علم ہے

3. لا الہ الا اللہ پر ایمان کا معنی ہے اللہ تعالی پر اس کی تمام صفات کے ساتھ ایمان لانا اور اللہ تعالی کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنانے والا ہے۔[18]

حدیث نمبر52:

"حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ ، عَنْ عَامِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ"

(آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ (پس ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔)

دین کی حفاظت کے لیے ظاہری حدوں کے ساتھ ساتھ باطنی وجوہات یعنی دل کی پابندی بھی لازمی ہے۔ شبہات سے اجتناب کرنا حقیقتاً دین اور عزت کا پاس و لحاظ ہے۔ اگر انسان ان شبہات میں مبتلا ہو جائے، تو اس کی مثال ایسے چرواہے کی ہوتی ہے جو دشمن کی زمین کے قریب چرائے گا، اور کسی لمحے اس میں داخل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حفاظت بھی کھو دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین پر واضح طور پر کچھ چیزیں حرام قرار دی ہیں۔ شبہات کی گھٹتی ہوئی صورتحال اس کی پیش نظر داری کے بغیر دین و ایمان پر اثرانداز ہوتی رہتی ہے۔ آخر میں، دل کو نجاتِ دین و بدن دونوں کا مرکز قرار دیا گیا ہے؛ جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا، بدن کا وہ ٹکڑا اگر درست ہو تو سارا بدن درست، اور اگر وہ بگڑے تو پورا بدن بگڑ جائے پس دل کی اصلاح دین کی سلامتی کا حقیقی زیور ہے ۔

شرح میں غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث میں قلب کا لفظ ہے اس میں وہ کھا کا اختلاف ہے کہ عقل کا محل دل ہے یا دماغ ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک عقل کا محل دماغ ہے کیونکہ دماغ پر چوٹ لگنے سے عقل متاثر ہوتی ہے اور دماغ کے مرض مثلا جنون سے بھی عقل فاسد ہو جاتی ہے اور دل کے امراض سے عقل کی کارکردگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ قران مجید میں تعقل کا شناد دل کی طرف کیا گیا ہے۔

"لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ"(19)

(ان کے دل ایسے ہوتے ہیں جن سے ہو تعقل کرتے ہیں۔)

امام ابو حنیفہ کی طرف سے اس کا یہ جواب ہے کہ قران مجید میں یہ اطلاق مجازی ہے یہاں ذکر قلب کا ہے اور اس سے مراد دماغ ہے۔(20)

حدیث نمبر 104:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ، قَالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدٌ ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ : ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ ، وَوَعَاهُ قَلْبِي ، وَ أَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ ، حَمِدَ اللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا ، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً ، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا : إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ، فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ : مَا قَالَ عَمْرٌو ؟ قَالَ : أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ ، لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ "

(انہوں نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے جب وہ مکہ میں (ابن زبیر سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہے تھے کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کر دوں، جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ ﷺ یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے (پہلے) اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، آدمیوں نے حرام نہیں کیا۔ تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ مکہ میں خون ریزی کرے، یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے، پھر اگر کوئی اللہ کے رسول (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز نکالے تو اس سے کہہ دو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے اجازت دی تھی، تمہارے لیے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لیے اجازت ملی

تھی۔ آج اس کی حرمت لوٹ آئی، جیسی کل تھی۔ اور حاضر غائب کو (یہ بات) پہنچادے۔ (یہ حدیث سننے کے بعد راوی حدیث) ابو شریح سے پوچھا گیا کہ (آپ کی یہ بات سن کر) عمرو نے کیا جواب دیا؟ کہا یوں کہ اے

(ابو شریح!) حدیث کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ مگر حرم (مکہ) کسی خطاکار کو یا خون کر کے اور فتنہ پھیلا کر بھاگ آنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔)

حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فتحِ مکہ کے اگلے دن فرمایا کہ "اللہ نے مکہ کو حرام بنایا ہے، لوگوں نے مکہ کو حرام نہیں کیا؛ لہٰذا جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں خون بہائے یا درخت کاٹے۔ اور اگر کوئی کہے کہ رسول ﷺ نے مکہ میں لڑائی کی تھی، تو کہہ دینا کہ اللہ نے صرف اپنے رسول ﷺ کو چند گھنٹوں کی اجازت دی تھی، لیکن آج مکہ کی حرمت وہی ہے جیسا پہلے تھی مزید برآں، انہوں نے اس حدیث کو دل کی کیفیت اور نفسیاتی اثر کے اعتبار سے بھی وضاحت کی: جیسے رسول ﷺ نے فتح کے وقت بھی مکہ کی حرمت برقرار رکھی اور مسلمانوں کو بھی ہدایت کی، ویسے ہی آج ہر مؤمن کے دل میں یہ شعور ہونا چاہیے کہ حرمتِ مکان و وقت ایک مستقر شرعی حقیقت ہے، نہ کہ عارضی ماحول یا صورتحال کا نتیجہ۔

شرح میں غلام رسول سعیدی صاحب حرم کی حرمت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے مکہ کو حرم بنایا تھا از خود نہیں بنایا تھا اس لیے فرمایا ہے۔ اس کو لوگوں نے حرم نہیں بنایا لہٰذا مکہ کو حرم بنانے کہ اللہ کی طرف نسبت حقیقی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف یہ نسبت تاویل سے ہے اور مجاز عقلی ہے یعنی انہوں نے اس کا حرم ہونا ہے ظاہر فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مدینہ کو حرم بنایا ہے وہ بھی اللہ کے حکم سے بنایا۔(21)

قلب کی حقیقت شرح صحیح البخاری کی روشنی میں

شرح صحیح بخاری از مولانا داوٗد رازؒ میں "قلب" یعنی دل سے متعلقہ احادیث اور ان کی شرح نہایت گہرائی اور فکری بصیرت کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ "قلب" اسلامی تعلیمات میں انسانی وجود کا مرکزی نقطہ ہے، جہاں سے نیت، اخلاص، ایمان، تقویٰ اور اعمال کی بنیاد اٹھتی ہے۔ صحیح بخاری کی کئی احادیث میں دل کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، جن میں سب سے نمایاں حدیث "ألا وإن في الجسد مضغة" ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے دل کو انسانی وجود کی اصلاح یا فساد کا مرکز قرار دیا۔ مولانا داوٗد رازؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اگر دل درست ہو جائے تو باقی جسم بھی نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے، اور اگر دل میں فساد آجائے تو پورا وجود برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ وہ دل کو محض ایک جسمانی عضو نہیں سمجھتے بلکہ ایک باطنی، روحانی اور اخلاقی مرکز مانتے ہیں۔

مولانا داؤد رازؒ نے اپنی شرح میں "قلب" کے مختلف مترادف الفاظ جیسے فؤاد، صدر، لبّ، اور نفس کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں یہ الفاظ مختلف سیاق و سباق میں استعمال ہوئے ہیں اور ان کا مفہوم بعض اوقات مترادف ہوتا ہے لیکن کبھی مخصوص معنوں میں بھی آتا ہے۔ "فؤاد" دل کے احساسات و جذبات کی طرف اشارہ کرتا ہے، "صدر" عام طور پر دل کے مقام یا وسعت کو ظاہر کرتا ہے، "لبّ" خالص عقل و فہم کا مقام ہے اور "نفس" بعض اوقات دل کے مترادف تو کبھی انسانی خواہشات کے معنی میں آتا ہے۔ مولانا داؤد رازؒ ان الفاظ کو الگ الگ مثالوں کے ذریعے سمجھاتے ہیں تاکہ قاری کو دل کی مختلف حالتوں اور صفات کی معرفت حاصل ہو۔

صحیح بخاری کی حدیث "إنما الأعمال بالنیات" کی شرح میں مولانا داؤد رازؒ نے نیت کو دل کا عمل قرار دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی اصل قیمت نیت سے ہے، اور نیت کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر نیت میں اخلاص نہ ہو تو عمل ظاہری طور پر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ دل کی اصلاح ہر مسلمان کے لیے سب سے پہلی ذمہ داری ہے۔ ان کے مطابق دل کا زنگ گناہوں سے لگتا ہے اور اس کی صفائی ذکر، عبادت، توبہ، اخلاص اور تقویٰ سے ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ دل کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے جڑا ہوتا ہے، اور اگر یہ تعلق درست ہو جائے تو انسان کی زندگی خود بخود سیدھی راہ پر آجاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شرح صحیح بخاری میں مولانا داؤد رازؒ نے "قلب" کو محض ایک جسمانی عضو نہیں بلکہ انسانی روحانیت، اخلاق، نیت اور ایمان کا محور قرار دیا ہے۔ ان کی شرح دل کی اہمیت کو علمی، فکری اور تربیتی انداز میں واضح کرتی ہے، جو ایک عام قاری کے ساتھ ساتھ محققین کے لیے بھی نہایت مفید اور بصیرت افروز ہے۔

اس کے متعلق احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث نمبر44:

"حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ،عَنْ أَنَسٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ،قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ:قَالَ أَبَانُ:حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،مِنْ إِيمَانٍ مَكَانَ مِنْ خَيْرٍ"

(حضرت انسؓ سے روایت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "جس نے «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» کہا اور اس کے دل میں ایک جَو کے برابر نیکی (ایمان) ہو، وہ دوزخ سے (ضرور) نکلے گا۔ اور جس نے

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" کہا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانے کے برابر بھلائی (ایمان) ہو، وہ دوزخ سے ضرور نکلے گا۔ اور جس نے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" کہا اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی (ایمان) ہو، وہ بھی دوزخ سے (ضرور) نکلے گا۔" حضرت امام ابو عبداللہ بخاریؒ فرماتے ہیں: ابان نے بروایت قتادہ بواسطہ حضرت انسؓ نبی ﷺ سے لفظ خیر کی جگہ ایمان کا لفظ نقل کیا ہے۔)

ایمان کا دل میں کم سے کم حصہ بھی ہونا انسان کے لیے فائدے کا سبب بنتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے ایمان نجات کا بھی باعث بنے گا۔ اللہ کے ہاں درجات اعمال ہی سے ہونگے جس قدر اعمال نیک ہونگے اسی لحاظ سے اللہ کے ہاں درجات اور عزت ملے گی۔

جیسا کہ اس حدیث کی شرح میں مولانا داؤد راز لکھتے ہیں:

"اعمال ایمان میں داخل ہیں اور یہ کہ کچھ لوگ ایمان میں ترقی یافتہ ہوتے ہیں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا ایمان کمزور ہوتا ہے حتی کہ بعض کے قلوب میں ایمان محض ایک رائی کے دانے کے برابر ہوتا ہے حدیث نبوی میں اس قدر وضاحت کے بعد بھی جو لوگ جملہ ایمانداروں کا ایمان یکساں مانتے ہیں اور کمی بیشی کے قائل نہیں ان کے اس قول کا خود اندازہ کر لینا چاہیے "[22]

یہ حدیث، حدیث نمبر 52 میں بھی چند راویوں کی تبدیلی کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔

حدیث نمبر 52:

"حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ ، عَنْ عَامِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ"

(آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر

حرام چیزیں ہیں۔(پس ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔)

اس حدیث میں مولانا داؤد راز نے امام قسطلانی کا قول نقل کرتے ہیں:

"اس حدیث کی بنا پر ہمارا مذہب یہی ہے کہ کل بھی عقل کا مقام ہے یعنی اس حدیث کی عظمت پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ان چار احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا مدار ہے جیسا کہ اس رباعی میں ہے کہ دین سے متعلق ارشادات نبوی کے یہ چند کلمات ہمارے نزدیک دین کی بنیاد ہے شبہ کی چیزوں سے بچو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو فضولیات سے بچو اور نیت کے مطابق عمل کرو۔"(23)

حدیث نمبر 104:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ، قَالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدٌ ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ : ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ ، وَوَعَاهُ قَلْبِي ، وَ أَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ ، حَمِدَ اللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا ، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً ، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا : إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ، فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ : مَا قَالَ عَمْرٌو ؟ قَالَ : أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ ، لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ "

(انہوں نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے جب وہ مکہ میں (ابن زبیر سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہے تھے کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کر دوں، جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ ﷺ یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے (پہلے) اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، آدمیوں نے حرام نہیں کیا۔ تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ مکہ میں خون ریزی کرے، یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے، پھر اگر کوئی اللہ کے رسول (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز نکالے تو اس سے کہہ دو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے اجازت دی تھی، تمہارے لیے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لیے اجازت ملی

تھی۔ آج اس کی حرمت لوٹ آئی، جیسی کل تھی۔ اور حاضر غائب کو (یہ بات) پہنچا دے۔ (یہ حدیث سننے کے بعد راوی حدیث) ابو شریح سے پوچھا گیا کہ (آپ کی یہ بات سن کر) عمرو نے کیا جواب دیا؟ کہا یوں کہ اے (ابو شریح!) حدیث کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ مگر حرم (مکہ) کسی خطاکار کو یا خون کر کے اور فتنہ پھیلا کر بھاگ آنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔)

اس حدیث میں کعبہ کی حرمت پامال کرنے کے بارے بیان کی گئی اس حدیث کی شرح میں مولانا داؤد راز لکھتے ہیں۔

"عمرو بن سعید یزید کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے انہوں نے حضرت ابو شریح سے حدیث نبوی سن کر تاویل سے کام لیا اور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر کو باغی فسادی قرار دے کر مکہ شریف پر فوج کشی کا جواز نکالا حالانکہ ان کا خیال بالکل غلط تھا حضرت ابو زبیر نہ باغی تھے نا فسادی تھے نس کے مقابلہ پر رائے وقیاس وتاویلات فاسدہ سے کام لینے والوں نے ہمیشہ اسی طرح فسادات برپا کر کے اہل حق کو ستایا اس کے بعد چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے حرم مکہ شریف کو اپنے لیے جائے پناہ بنایا تھا اسی لیے یزید نے عمر بن سعید کو مکہ پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا اور یہ کر دیا ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اور حرم مکہ کی سخت بے حرمتی کی گئی اناللہ وانا الیہ راجعون حضرت زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور عبداللہ بن زبیر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے آج کل بھی اہل بدعت حدیث نبوی وہ ایسے بہانے نکال کر رد کر دیتے ہیں۔"(24)

خلاصہ بحث

"قلب کی حقیقت" ایک ایسا موضوع ہے جس نے اسلامی فکر، روحانیت اور اخلاقی تربیت میں مرکزی حیثیت حاصل کی ہے۔ قرآن وحدیث میں قلب کو صرف جسمانی عضو کے طور پر نہیں بلکہ انسان کی باطنی دنیا، نیت، ایمان، اور اخلاص کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری جیسی اعلیٰ المرتب حدیث کی کتاب اور اس کی اردو شروحات میں قلب کی حقیقت کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس تحقیقی مطالعے کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ "قلب" کے مفہوم کو صحیح بخاری کی منتخب اردو شروحات کی روشنی میں سمجھا جائے اور اس کی دینی واخلاقی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ تحقیق میں "نعمت الباری" از علامہ غلام رسول سعیدی اور "شرح صحیح بخاری" از مولانا داؤد راز، جیسی مستند شروحات کو بنیادی مراجع بنایا گیا۔ ان شروحات سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب کا ایمان سے گہرا رشتہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی کئی احادیث میں قلب کو وہ مقام دیا گیا ہے جس پر اعمال کی قبولیت، نیت کی درستی اور تقویٰ کی بنیاد

رکھی گئی ہے۔ حدیث: "ألا وإن في الجسد مضغة..." اور "إنما الأعمال بالنیّات..." جیسے فرامین اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ قلب کی اصلاح درحقیقت انسان کے پورے وجود کی اصلاح ہے۔ شروحات کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی کہ قلب میں تبدیلی، نرمی، سختی، اور انحراف کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دلوں کے تقلب سے بچنے کے لیے دعائیں سکھائیں، مثلاً: "یامقلب القلوب ثبت قلبي علی دینک". ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ دل کی حفاظت اور تربیت دین اسلام میں ایک بنیادی فریضہ ہے۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحیح بخاری کی اردو شروحات میں قلب کو محض ایک نظری یا علمی بحث کے طور پر نہیں بلکہ ایک عملی، اخلاقی، اور روحانی تربیت کے عنصر کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ان شروحات نے احادیث کی روشنی میں قلب کی صفائی، نیت کا اخلاص، اور محاسبہ نفس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اس تناظر میں قلب محض ایمان کی جگہ ہی نہیں بلکہ ایک مسلسل مجاہدے اور تربیت کا مرکز ہے۔

حوالہ جات

1. راغب اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، المفردات في غریب القرآن، دار القلم، دمشق، ۲۰۰۹ء، ص: ۴۲۵
2. ابن منظور، محمد بن مکرم الأفریقي، لسان العرب، دار صادر، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء، ج: ۱، ص: ۲۴۷-۲۵۷
3. الفیروزآبادي، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء، ج: ۱، ص: ۴۱۳
4. الزبیدي، محمد مرتضی الحسیني، تاج العروس من جواھر القاموس، دار الھدایۃ، مصر، ۱۹۶۶ء، ج: ۳، ص: ۶۷
5. ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي، فتح الباري بشرح صحیح البخاري، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۷۹ھ، ج: ۱، ص: ۱۱۵
6. محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، دار ابن کثیر دمشق، بیروت، ۲۰۰۹ء، حدیث ۵۲
7. سورہ الانفال(۷)۶
8. البقرۃ(2)97
9. البقرۃ(2)143
10. البقرۃ(2)144
11. البقرۃ(2)204
12. البقرۃ(2)260
13. البقرۃ(2)283

14. آل عمران(3)127
15. آل عمران(3)144
16. آل عمران(3)149
17. آل عمران(3)159
18. سعیدی، غلام رسول، علامہ، نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی2014ء،ج:1ص:252-253
19. الحج(22)46
20. سعیدی، غلام رسول، علامہ، نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری، ج:1، ص:287
21. ایضاً، ج:1، ص:416
22. داؤد راز، مولانا، صحیح بخاری، دار القدس، لاہور، 2011ء، ج:1، ص:210
23. ایضاً، ص:238
24. ایضاً، ص:280-281